میثاقِ مدینہ کی اہم شرائط اور انکے اثرات بیان کریں۔

تعارف:

میثاق کا معنی و مفہوم

میثاقِ مدینہ دنیا کا سب سے پہلا سیاسی اور سماجی معاہدہ ہے۔ حضرت محمدؐ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد یہاں کی آبادی (خصوصاً یہودی) کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا جو "میثاقِ مدینہ" کے نام سے جانا گیا۔ بعض مورخین میگنا کارٹا کو پہلا بین الاقوامی معاہدہ قرار دیتے ہیں جبکہ میثاقِ مدینہ 622ء میں ہوا اور میگنا کارٹا 1215ء میں انجام پایا۔ اس حساب سے یہ دنیا کا پہلا بین الاقوامی معاہدہ ہے۔

اس معاہدے کا مقصد مدینہ کے یہود خصوصاً اوس و خزرج کے قبائل کے درمیان نسلاً در نسلاً (نسل در نسل) چلتی چپقلش کو ختم کرنا اور انصار و مہاجرین کے علاوہ پورے مدینہ میں امن اور تعاون کو فروغ دینا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے عوام کی مذہبی آزادی یقینی بنائی گئی جس سے طے پایا کہ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم سب کو تمام معاملات میں برابر شراکت اور نمائندگی دی جائے گی۔ دستاویز کا دیباچہ کہتا ہے:

> "یہ محمدؐ بن عبداللہ کا معاہدہ ہے جو کہ مکی اور مدنی مسلمانوں کے امور کو چلائے گا اور جو بھی اس معاہدے میں شریک ہو گا وہ امتِ واحد کا حصہ ہو گا۔"

میثاقِ مدینہ میں 53 دفعات شامل تھیں۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ آنحضرت محمدؐ نے یہود سے اپنی قیادت تسلیم کروائی جو کہ صدیوں سے مدینہ کی قیادت کرتے چلے آرہے تھے۔ اس معاہدے کی بدولت مدینہ کو حرم کا درجہ دیا گیا جہاں کسی بھی قسم کا خون بہانا ممنوع تھا اور اسلام کے بنیادی اصول جیسا کہ رواداری، تکثیریت، مذاکرات اور توحید پر عمل درآمد کیا گیا۔ میثاقِ مدینہ کی شرائط کو ایسے ترتیب دیا گیا کہ نہ صرف یہود یعنی انصار و مہاجرین میں بھائی چارا پیدا ہوا بلکہ یہودی قبائل بھی امن اور سلامتی سے معاملات کو سلجھانے پر فوقیت دینے لگے اور اندرونی انتشار اور کھینچا تانی سے مدینہ کو چھٹکارا مل گیا۔

میثاقِ مدینہ کی اہم شرائط

میثاق مدینہ دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

میثاق مدینہ

- پہلا حصہ ← انصار اور مہاجرین کے مابین معاہدہ
- دوسرا حصہ ← مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین معاہدہ

بحوالہ الوثائق السیاسۃ ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت متعدد ضروری مسائل کی فوری طور پر حل طلب تھے۔

1- اپنے اور مقامی باشندوں کے حقوق و فرائض کا تعین

2) مہاجرینِ مکہ کے توطن اور گزر بسر کا انتظام۔

3) شہر کے غیر مسلم، عربوں اور خصوصاً یہودیوں سے سمجھوتہ۔

4) شہر کی سیاسی تنظیم اور فوجی قوت کا اہتمام

5) قریشِ مکہ سے مہاجرین کو پہنچے ہوئے جانی و مالی نقصانات کا ازالہ۔

مندرجہ بالا مسائل کو حل کرنے کے لیے میثاقِ مدینہ کا معاہدہ ہوا جسکے اہم نکات درج ذیل دو حصوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

(1) انصار و مہاجرین کے مابین معاہدہ کی شرائط

پہلے حصے کا تعلق انصار و مہاجرین یعنی اہل ایمان سے ہے۔ معاہدہ کے نکات درج ذیل ہیں۔

1- یہ حکم نامہ نبی اور اللہ کے رسول کا قریش اور اہل یثرب میں سے اہلِ ایمان اور ان لوگوں کے مابین ہے جو انکے تابع ہوں اور انکے ساتھ شامل ہو جائیں اور انکے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔

قریش سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے قبیلے کے ذمہ دار ہوں گے اور اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے۔ اپنے ہاں کے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

3- تمام مسلمان اپنے آپ کو رضاکار سمجھیں۔

4- مسلمان آپس میں امن و اتحاد رکھیں گے جو کہ اسلام کی بنیاد ہے۔

5- مسلمانوں کے مختلف عناصر کو حقوق و فرائض کے لحاظ سے مساوی سمجھا جائے گا۔

6- فوجی خدمت سب کے لیے ضروری ہوگی۔

7- تمام مہاجرین کو تمام معاملات میں ایک قبیلے کی حیثیت دی گئی جبکہ اس منشور کی روشنی میں انصار کے قبائل کو اسی شکل میں تسلیم کیا گیا۔

8- قریش مکہ کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

9- تمام معاملات کے لیے اور آپس میں اختلافات کے لیے حضرت محمدؐ کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

10- ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سے سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ کرے یا ایمان والوں کے درمیان فساد پھیلانا چاہے۔

11- ایمان والے باہم اس چیز کا انتقام لیں گے جو کوئی ان میں سے کسی کا خون کرے۔

12- ~~اور جو شخص کسی مومن کو قتل کرے اور ثابت ہو جائے تو اس سے قصاص لیا جائے گا بجز اس کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے۔~~

(ب) اہل ایمان اور یہودیوں کے مابین معاہدہ

میثاق مدینہ کا معاہدہ اہل ایمان اور یہودیوں کے درمیان بھی کئی شرائط رکھتا ہے تاکہ دونوں کے مابین امن اور سکون رہے۔ جسکے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- مدینہ میں رہتے ہوئے یہودیوں کو مذہبی آزادی ہوگی۔

2- مدینہ کا دفاع جسطرح مسلمانوں پر لازم ہے اسی طرح یہودی بھی اسے اپنی ذمہ داری سمجھیں۔

3- بیرونی حملے کے وقت مسلمانوں کے ساتھ متحد ہو کر مدینہ کے دفاع میں حصہ لیں گے۔

4- مسلمان کے قتل ناحق پر اگر ورثا رضامندی سے خون بہا لینے پر آمادہ نہ ہوں

تو قاتل کو جلاد کے حوالے کیا جائے گا۔

5- تمدنی اور ثقافتی معاملات میں یہودیوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

6- یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کے لیے حلیف ہوں گے۔ کسی سے لڑائی اور صلح کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔

7- مسلمانوں پر جارحانہ حملے کی صورت میں یہودی مسلمانوں اور یہودیوں پر حملے کی صورت میں مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔

8- قریش یا ان کے حلیف قبائل کی یہودی مدد نہیں کریں گے۔

9- یہودی اور مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا اختلاف ہو تو عدالت حضرت محمدؐ کی ہوگی اور ان کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

10- اسلامی ریاست کے سربراہ حضرت محمدؐ کی ذات ہوگی اور یہودی بھی آپ کی قیادت و سیاست تسلیم کریں گے۔

11- یہودیوں کے اندرونی معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔

12- شہر مدینہ میں ایک دوسرے فریق کے ساتھ جنگ کرنا حرام ہے۔

ڈاکٹر جان اسپوزیٹو ایک مشہور امریکی عالم ہیں اور لکھاری ہیں جنہوں نے اسلامی تعلیمات، مغربی اور اسلامی معاشرت کے علاوہ مسلم دنیا کے موضوعات پر اہم تحقیق کی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:-

"مدینہ کا معاہدہ حضرت محمدؐ کی قیادتی خصوصیات کی تشہیر کرتی جو کہ مختلف مذاہب والی معاشرت کی پیچیدگیوں کو حل کرنے میں مفید رہیں۔ یہ اسلام کی آزادی کی تاکید، سماجی برابری اور مختلف گروہوں کے درمیان امن کی ضرورت کو ظاہر کرتی ہے۔"

میثاقِ مدینہ کے اثرات

1- میثاقِ مدینہ نے اہلِ مدینہ پر بہت سے مثبت اثرات مرتب کیے۔ مہاجرین و انصار اور یہودیوں کے مابین اس معاہدے نے بہت سے اندرونی اور بیرونی

مسائل کو نہ صرف حل کیا بلکہ مدینہ کو ایک فلاحی ریاست بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔
میثاقِ مدینہ کے چند اہم اثرات مندرجہ ذیل ہیں۔

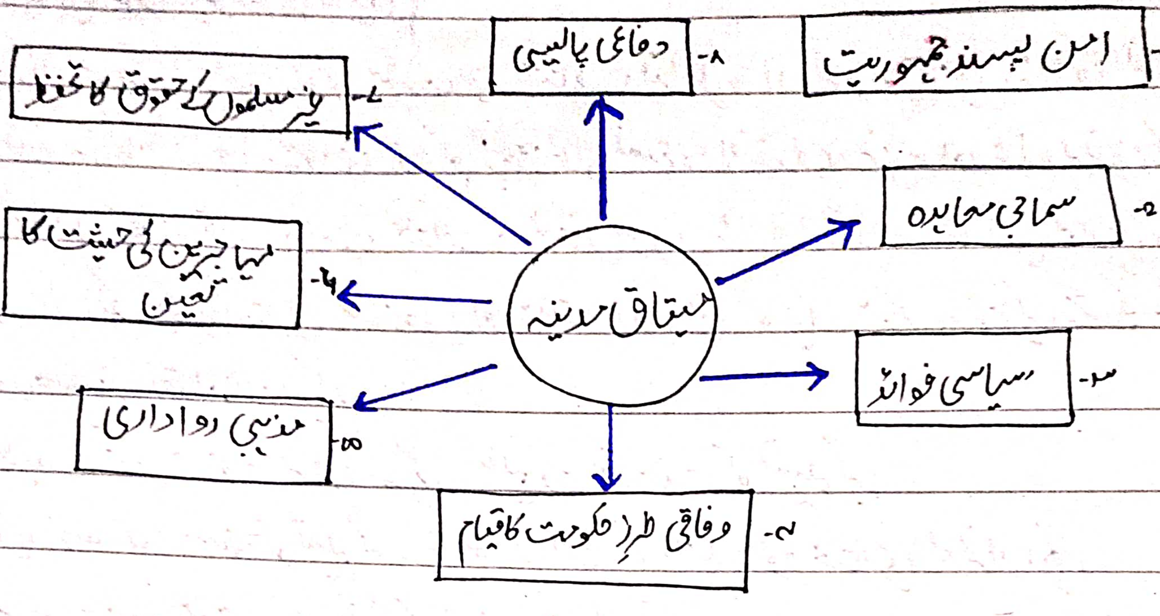

۱- امن پسند جمہوریت

میثاقِ مدینہ کی بدولت مدینہ کے امن پسند جمہوریت میں تبدیل ہو گئی کیونکہ اس میں ایسے طریقے دے گئے جس کے ذریعے مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیا گیا۔ علاوہ ازیں اس میں مذہب، زبان اور ثقافت سے بالاتر ہو کر فیصلے اور اختیارات دیے گئے۔ کیرن آرمسٹرانگ اپنی کتاب Muhammad: The Prophet of Our Time میں بیان کرتی ہیں: "قبائلی نظام تباہ ہو چکا تھا جو کسی امن کی تلاش میں تھا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے نبی امن قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

۲- سماجی معاہدہ

میثاقِ مدینہ کی بدولت ممبران میں سماجی مساوات اور تحفظ کو یقینی بنایا گیا۔ اسکے ذریعے مواخات قائم کی گئی اور مشترکہ دفاع کا نظام اپنایا گیا۔ ممبران کی مالی حالت کو بہتر کرنے کے لیے قرض اور خون بہا کی ترکیب لاگو کر دی گئی۔

۳- سیاسی فوائد

اس معاہدے کے ذریعے ایک وفاقی ریاست کا تصور منظرِ عام پر آیا جس کی رو سے تمام قبائل نے اللہ کے نبی کو اپنا سربراہ چن لیا اور مشترکہ دفاع اور سیاسی استحکام

کو یقینی بنا گیا۔ اسکے ذریعے ایک ریاست قائم ہوگئی جس میں مشترکہ شہریت کا تصور اپنایا گیا اور بھائی چارہ اور رواداری کو قائم کیا گیا۔

۴۔ وفاقی طرز حکومت کا قیام

میثاقِ مدینہ کے قبل پورا شہرِ مدینہ مختلف قبائل اور گروہوں میں بٹا ہوا نسلی دشمنی اور نفرت کا خاکہ تھا۔ یہودی خود کو اپنی عالی نسبتی، اقتصادی ترقی اور علمی برتری کی وجہ سے افضل سمجھتے تھے۔ معاشرہ مختلف طبقوں میں بٹا ہوا تھا۔ حضورؐ کی بہترین حکمت عملی نے انکی بکھری ہوئی سوچوں اور منتشر اذہان کو ایک مرکز پر جمع کیا جسکے تحت آپ نے درج ذیل اقدامات کیے۔

(i) معاہدے میں موجود ہر فرد کی علیحدہ شناخت کو تسلیم کیا۔

(ii) ان کے سابقہ دستور کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے داخلی خود مختاری برقرار رکھی۔

(iii) معاہدے میں موجود ہر فرد کو برابر حیثیت دی۔

۵۔ مذہبی رواداری

اس معاہدے کی بدولت تمام اقلیتوں، قبائل اور تمام برادریوں کو مذہبی آزادی دی گئی جسکے تحت وہ اپنی مذہبی رسومات کو ادا کر سکیں۔ اسی کی وجہ سے اہلِ مدینہ بطور ایک سیاسی تنظیم متحد ہوگئے۔ درحقیقت اس معاہدے سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ دینِ اسلام جبر اور زبردستی کا نہیں بلکہ عملی مظاہرے اور امن و سلامتی والا دین ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، شجاعت کا، امانت کا
لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

۶۔ مہاجرین کی حیثیت کا تعین

مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان بہت بری حالت میں تھے۔ اپنے گھر، اسباب مال و دولت اور تمام آسائشیں چھوڑ کر مالی حالت میں کمزور اور بے یار و مددگار تھے۔ اس معاہدے کے ذریعے ان کے وجود کو نہ صرف مستقل طور پر تسلیم کیا گیا بلکہ "مواخاتِ مدینہ" کے تحت انصار اور مہاجرین میں بھائی چارا بنایا گیا

جس سے مہاجرین کو انصار کے مال و دولت اور کاروبار میں شریک کیا گیا تاکہ وہ مالی تنگ دستی کا شکار نہ ہوں۔ مہاجرین کی اس حیثیت کے تسلیم ہونے سے جہاں اس ریاست کو تجربہ کار عسکری قوت مل گئی وہیں عدل و انصاف پر مبنی معاشی نظام کو پروان چڑھانے میں ایک انقلابی مدد ملی۔

۷- غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ

میثاقِ مدینہ میں موجود تمام غیر مسلموں کے حقوق کا خیال رکھا گیا۔ اور انھیں اجازت دی گئی کہ جب تک وہ بھی اسلام کی تعلیمات سے مکمل طور پر آمادہ نہ ہوں وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں اور اپنے عقیدے کے رسم و رواج کو جاری رکھ سکتے ہیں۔

۸- دفاعی پالیسی

میثاقِ مدینہ کے پیشِ نظر مدینہ کے یہود اہلِ ایمان کا ہر بیرونی خطرے سے بچاؤ کے لیے ساتھ دیں گے۔ اس کی بدولت قریشِ مکہ جو کہ اہلِ ایمان کے سب سے بڑے دشمن تھے اور جن کا اثر و رسوخ عرب کے تمام قبائل میں موجود تھا، وہ بھی اپنے کسی ناپاک مقصد اور ارادوں کو پروانہ کر سکے۔ کسی بھی فریق کو غداری، بغاوت اور ایسے کسی عمل کے لیے آمادہ نہ کر پائے اور ریاست میں کسی طرح کی بھی

خلاصہ بحث

میثاقِ مدینہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم رکن ہے۔ اسکی بدولت مدینہ ایک فلاحی ریاست بننے میں کامیاب ہوا۔ اس معاہدے کے ذریعے سے قریش کے راستے میں بہترین دیوار کھڑی کی گئی اور ان سازشوں کو بڑے اچھے طریقے سے ناکام بنایا گیا۔ شہر مدینہ کو پہلی دفعہ "شہری مملکت" قرار دیا گیا۔ اس ریاست کو ایک مستحکم نظم عطا کیا اور خارجی خطرات سے نمٹنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ یہ دنیا کی تاریخ کا پہلا

11

تحریری دستور قرار پایا جس کی رو سے مذہب کے حوالے سے جبر کو ختم کر دیا گیا اور مسائل کو حل کرنے کے لیے مذاکرات کا راستہ اپنایا گیا۔

"یہ تحریری معاہدہ ہے جس کی رو سے حضرت محمدؐ نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرے میں قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں سے ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدے کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔ اموال کے تحفظ کی ضمانت مل گئی ارتکاب جرم پر گرفت اور مواخذہ شروع ہوا اور معاہدین کی یہ بستی (یثرب مدینہ)، اس میں رہنے والوں کے لیے امن کا گہوارہ بن گئی۔ غور فرمائیے کہ سیاسی اور مذہبی زندگی کا ارتقا کتنی بلندی پر پہنچ گیا۔"

(محمد حسین ہیکل)

عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کو کون سے مسائل پیش ہیں۔ قرآن وسنت میں ان کا حل تجویز کریں۔

تعارف :-

اسلام کی تبلیغ فتح مکہ کے بعد نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا کی پہنچائی گئی۔ اور امتِ مسلمہ کا خطہ پھیلتا پھیلتا پوری دنیا میں پہنچ گیا۔ آج پوری دنیا میں 57 اسلامی ممالک ہیں۔ جس کی آبادی ۱۰۰ عرب ہے۔ گویا دنیا کا ہر پانچواں انسان مسلمان ہے۔ یہ 57 ممالک مختلف پیرائے میں مختلف اور بے شمار وسائل سے مالا مال ہیں۔ مسلمان ممالک وہ کثیر افرادی قوت کے مالک ہیں جن کے پاس علمی وذہنی سرمایہ کی کمی نہیں ہے۔ اسلامی دنیا زرعی پیداوار اور قیمتی معدنیات اور معاشی دولت سے مالا مال ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے دنیا کے اہم ترین علاقے مسلمانوں کے پاس ہے۔ وہ دنیا کے انتہائی اہم زمینی، سمندری اور ہوائی راستوں کے مالک ہیں۔ بلکہ بصورتِ پاکستان ایٹمی طاقت بھی ہیں۔

وسائل اور دولت کی ریل پیل کے باوجود دنیا کے مسلمان آج بہت سے مسائل کا شکار ہیں۔ وہ زوال پذیر ہیں۔ نہ صرف بیرونی خطرات سے سہمے اور ستائے ہوئے ہیں بلکہ اندرونی انتشار اور تناؤ کا بھی شکار ہیں۔ کیا اسکی وجہ اسلامی تعلیمات کو بھلانا اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی ہدایات پر عمل نہ کرنا ہے؟ بلاشبہ درحقیقت اصل وجہ صرف اسلام اور قرآن وسنت سے دوری ہی ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جب تک مسلمان اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے رہے دنیا پر حکمرانی کرتے رہے مگر جیسے ہی ان تعلیمات اور اصول وضوابط کو فراموش کر کے دنیاوی عیش وعشرت میں پڑ گئے، تو زوال، ذلت وخواری اور پسماندگی کا شکار ہو گئے۔ بقول اقبال :

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر۔

آج امتِ مسلمہ بہت سے مسائل کا شکار ہے جو دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ مسائل نہ صرف ان کو مغربی طاقتیں اور دوسرے مذاہب کا یرغمال بنا رہی بلکہ انکی آزادی، پہچان، تہذیب وتمدن اور دینی تاریخ کو بھی خطرے میں ڈال رہی۔ لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ تمام مسلمان ممالک اپنے اجتماعی مسائل کو پہچانیں اور متفق ہو کر ان کے حل کو ڈھونڈیں۔

امتِ مسلمہ کے عصرِ حاضر کے مسائل

امتِ مسلمہ کے مسائل کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

امتِ مسلمہ کے مسائل

داخلی مسائل

1- عقلی فقدان اور جمود
2- مسلم دنیا کے سیاسی اختلافات
3- انتہا پسندی کا عروج اور فرقہ واریت
4- تعلیم کی کمی
5- مشرقِ وسطیٰ کے تنازعات
6- وسائل کی کثرت اور ناقص انتظام

خارجی مسائل

1- مغربی تہذیبی و ثقافتی یلغار
5- وسائل پر قبضہ کرنے کی مغربی کوشش
3- مسلم ریاستوں کو منتشر کرنا
4- شعائرِ اسلام کا مذاق
5- اسلامی قوانین میں آئے روز مداخلت
6- تعلیم سائنس اور ٹیکنالوجی میں کمی۔

داخلی مسائل

1- عقلی فقدان اور جمود

مسلمانوں کے لیے نہ صرف دینی بلکہ شعوری سطح پر بھی مسائل ہیں۔ موجودہ دور میں مسلم امہ شعوری جمود کی وجہ سے پست حال میں ہے جو کہ سیاسی، سماجی، ثقافتی اور فحاشی بدحالی اور کمزور نظامِ حکومت کی وجہ سے ہے۔ اس امت کا مقابلہ اس امتِ مسلمہ سے نہیں کیا جاسکتا جو عقل اور فہم کی پیکر تھی۔ بقول اقبال:

عرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا النشین کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں باں و جہاں آرا

2- مسلم دنیا کے سیاسی اختلافات

مسلمانوں کے مابین جھگڑے واضح طور پر اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ مسلم دنیا

آج کل عقلی ہوئی ہے اور انتشار میں مبتلا ہے۔ وہ دنیا میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں۔ آپسی جھگڑے، برداشت کی کمی، بے بنیاد باتوں پر فساد ان سب عناصر کی وجہ سے امت مسلمہ پستی اور زوال کا شکار ہو رہی ہے۔ حکومتی نظام ناقص ہو چکا ہے جس کے نتیجے میں مسلم اقوام بڑے پیمانے پر پسماندہ، غریب اور ناخواندہ ہیں جو کہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

3- انتہا پسندی کا عروج اور فرقہ واریت

موجودہ دنیا میں مسلمانوں کو درپیش اندرونی مسائل میں سے ایک اہم بنیادی مسئلہ انتہا پسندی کا عروج اور فرقہ واریت ہے۔ اسلام کے اصول و ضوابط میں کوئی سختی نہیں ہے۔ صرف اسکی تشریح کرنے والوں نے اس نظام کو مشکل اور پرتشدد ظاہر کیا ہے۔ اور اسی بنیاد پر اپنی تشریح کو صحیح ثابت کرنے کے لیے فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ سید اور غیر سید کے فرق سے لے کر شیعہ سنی کے فرق تک ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں۔

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو کیا مسلماں بھی ہو

4- تعلیم کی کمی

مسلمان ریاستیں سائنسی علوم میں بالخصوص اور فنی تعلیم میں بالعموم بہت پیچھے ہیں۔ پاکستان جیسا ملک بھی شرح خواندگی میں ابھی تک 60% سے اوپر نہ جا سکا۔ اگرچہ کچھ ممالک میں پڑھے لکھے افراد کی شرح 90 فیصد سے زیادہ ہے لیکن وہ بھی سائنس اور ٹیکنالوجی جو دورِ حاضر کی سب سے بڑی ضرورت ہے اس میں بہت پیچھے ہیں۔ ان کے مقابلے میں یورپ جو کبھی جہالت میں ڈوبا ہوتا تھا، ترقی پر ترقی کرتا جا رہا ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

5- مشرق وسطیٰ کے تنازعات

2011ء میں عرب بہار (Arab spring) کے پھوٹنے اور اس کے نتیجے میں مختلف ممالک میں

مضبوط اور جمہوری حکومتوں کو قائم کرنے میں ناکامی کے بعد اب وہ ممالک عدم استحکام کا شکار ہیں عرب بہار، عرب خزاں میں بدل چکا ہے۔ لیبیا لوٹ گیا ہے، شام میں خون بہہ رہا ہے، عراق داعش کی وحشیانہ تسلط میں ہے اور خطے میں خون ریزی کی ایک داستان جاری ہے۔

6- وسائل کی کثرت اور ناقص انتظام

اگرچہ بہت سارے مسلم ممالک کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی وسائل اور بہترین جغرافیائی جگہ دی ہے مگر وہ اپنی بے عقلی اور صلاحیتوں کی عدم موجودگی کے باعث ان کا تعمیری استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشی پستی کا شکار ہیں۔

خارجی مسائل

1- مغربی تہذیبی و ثقافتی یلغار

مغرب اپنی تہذیب و ثقافت کو پوری دنیا بالخصوص مسلمانوں پر نافذ کرنا چاہتی ہے۔ ان کو اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے زیادہ محنت کی ضرورت نہیں پڑ رہی کیونکہ مسلم ممالک کے نوجوان خود ہی مغربی ثقافت، رہن سہن اور طرز عمل کے مطابق خود کو ڈھال رہے ہیں اور مغربی تہذیب سے اس قدر متاثر ہیں کہ اپنی ثقافتی پہچان اور شخصیت کو پس پشت ڈال بیٹھے ہیں۔ بقول اقبال

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

2- وسائل پر قبضہ کرنے کی مغربی کوشش

مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کرنا اور اپنے وسائل کو آنے والے دنوں کے لیے محفوظ رکھنا مغرب کی برسوں سے خواہش رہی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ مختلف ممالک میں بیرونی جنگ اور اندرونی خانہ جنگی کے تحت گھسنا چاہتے اور ان کے وسائل پر قبضہ کر کے نہ صرف ان کو لیرغمال بنانا چاہتے بلکہ اپنی معاشی حالت کو بہتر سے بہترین کر کے دنیا پر قابض رہنا چاہتے۔

3- مسلم ریاستوں کو منتشر کرنا

مغرب اپنی مختلف ایجنسیوں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے مختلف ممالک میں کام کر رہا ہے جس کا واحد مقصد مسلمان ممالک کو متحد ہونے سے روکنا ہے۔ اسلام جو تمام ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرتا تاکہ تمام مسلمان ایک دوسرے کی مدد کر سکیں اور اسلام کو تحفظ مل سکے لیکن مغرب مسلم ریاستوں کو منتشر دیکھنے کی سازش رچتا ہے۔ پھر چاہے وہ سعودی - ایران تنازعات ہوں یا پاکستان افغانستان۔

ایک ہو جاؤ تو فولاد کی طاقت ہو تم
ساری دنیا کے لیے شمع ہدایت ہو تم

4- شعائر اسلام کا مذاق

رحمت اللعالمین، سرور کونین حضرت محمدؐ جو تمام انسانیت کے رحمت بن کر آئے، ان کے حوالے سے حسن رضا خان صاحب کہتے ہیں:

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضورؐ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

مسلمان آپکی عزت و آبرو پر سب کچھ نچھاور کرنا عین ایمان گردانتے ہیں۔ لیکن آج نہ صرف شعائر اسلام کی توہین بلکہ گستاخِ رسول اور قرآن بھی مغرب نے اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ خواہ وہ ڈنمارک میں حضورؐ کے توہین آمیز خاکے بنانا ہو، گرجے میں قرآن کو جلانا یا امریکا میں گستاخانہ فلم بنانا۔ اسکے ساتھ آئے دن دینِ اسلام پر مختلف حملے (حملے ہوں) اور انکو آزادئ اظہار نہ دینا عام ہو چکا ہے۔ ان تمام نیچ حرکات سے نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالمِ اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور وہ شدید کرب میں ہیں۔

5- اسلامی قوانین میں آئے روز مداخلت

مغرب آئے دن مختلف ممالک میں بہت ساری ایسی NGOs کو فنڈنگ کرتا رہتا ہے جو اسلامی قوانین کے خاتمے یا ان میں ترمیم کے لیے کوشاں رہتی ہیں جیسے قانون توہینِ رسالت "295C" میں ترمیم کی کئی بار کوششیں کی گئیں ہیں۔ اس مداخلت سے بہت سارے مسلم ممالک میں عوام اور حکومت کے درمیان نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔

6۔ تعلیم سائنس اور ٹیکنالوجی میں کمی

آج دنیا سائنس اور ٹیکنالوجی میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ بقول شاعر:

چھوڑے نہ بندگی کہیں دامن خدائی کا
معراجِ ارتقائے بشر دیکھتا ہوں میں

مگر صد افسوس مسلم دنیا بری طرح سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں پسماندہ ہے۔ ٹیکنالوجی، ملٹری اور آئی ٹی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مسلم دنیا امریکہ، جاپان، جرمنی وغیرہ پر انحصار کرتی ہیں۔ بھارت میں 8500 سے زائد جبکہ امریکہ میں 5000 سے زائد یونیورسٹیاں ہیں۔ پاکستان اور ترکی کی چند یونیورسٹیاں عالمی سطح پر جانی جاتی ہیں جبکہ باقی مسلم ممالک کا حال نزار ہے۔

مسائل کے حل / تجاویز

ان تمام بیرونی اور اندرونی مسائل کو حل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جاسکتے ہیں

عصر حاضر کے مسائل کا حل

1) اتحادِ امت
- دفاع
- تعلیم و تربیت
- معیشت
- معاشرت
- اخلاق
- قانون و انصاف

۱۔ اتحادِ امت

قرآن مجید میں اتحاد کے حوالے سے واضح تعلیمات موجود ہیں۔ جن سے اختلاف کی صورت میں شدید وعید سنائی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا

اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

(آل عمران : 103)

آج کے وقت کی اشد ضرورت ہے کہ تمام مسلم ممالک پھر سے متحد ہو جائیں اور صرف اپنے ملک کے مفاد دیکھنے کے بجائے بطور اسلامی ریاستیں اجتماعی مفاد کو مدنظر رکھیں اور اتفاق سے کام لیں۔

2- دفاع

دفاع کے حوالے سے چند تجاویز مندرجہ ذیل ہیں :-

:- مسلمان ممالک کا مشترکہ دفاع ، نیٹو کی طرز پر ہو-

:- مسلمان ممالک کا مشترکہ سرمائے سے جدید اسلحہ سازی کے مختلف پلانٹس لگانا جیسے ایٹمی میزائل و ٹیکنالوجی

:- مشترکہ فوج جسکا چیف مختلف ممالک سے تبدیل ہوتا رہے-

:- مشترکہ فوج کی تربیت خالص اسلامی انداز سے کی جائے تاکہ وطنیت ، لسانیات اور علاقائیت کے بت پاش پاش ہو سکیں

3- تعلیم و تربیت

- مسلم معاشرے میں ناخواندگی ختم کرنے کے لیے مشترکہ کوشش کرنا
- دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ضروری دینی تعلیم کا بندوبست کرنا
- مشترکہ سرمائے سے سائنس و ٹیکنالوجی کے حوالے سے یونیورسٹیاں بنانا
- اسلامی جامعات کا قیام جہاں پر دینی تعلیم جدید خطوط پر فراہم کی جائے-
- غیر مسلم اسکالرز کی طرف سے اسلام پر ہونے پر اعتراضات کے لیے ادارے بنانا-

4- معیشت

- مسلم ممالک خود انحصاری کی پولیسی اپنائیں اور یہود و نصاریٰ کے چنگل سے اپنے آپ کو آزاد کروائیں
- مشترکہ کرنسی بنانا جیسے یورپ کی کرنسی یورو وغیرہ-
- مشترکہ ملٹی نیشنل کمپنیاں بنانا-
- سود کا مکمل کر خاتمہ کرنا اور معیشت کو نظام زکوۃ عشر پر استوار کرنا-
- تجارت کے حوالے سے باہمی پابندیاں ختم کرنا-

5- معاشرت

- اسلامی اقدار کو فروغ دینے کی کوشش کرنا
- خاندانی نظام کو مضبوط کرنا- جنسی تشدد اور بے راہ روی ختم کرنا
- حجاب کو فروغ دینا

- میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے اخلاق تباہ کرنے فلمیں، ڈرامے اور دیگر چیزیں بند کرنا۔

۵۔ اخلاق

- امہ کو اعلیٰ اخلاقی اصولوں کا پاس دار بنانا
- جھوٹ، بغض، عصبیت، حسد جیسے برے اخلاق کے خاتمے کے لیے اجتماعی کوشش کرنا۔
- دین، قرآن اور سنتِ رسول ﷺ پڑھانے اور ان پر عمل کرانے کے حوالے سے دعوت و اصلاح کے ادارے بنانا۔

۶۔ قانون و القضاء

- مسلم ممالک کی مشترک مجلس فقہ و اجتہاد بنانا۔
- مسلم ممالک کی مشترکہ پارلیمانی یونین اور مشترکہ چیف جسٹس کمیٹی بنانا تاکہ ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔
- اسلامی قانون کی تدوین کے لیے مسلمان فقہا پر مشتمل ایک ادارہ بنانا۔

خلاصۂ بحث

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ عالمِ اسلام کو اس وقت جتنے بیرونی و اندرونی چیلنجز کا سامنا ہے ان کا مقابلہ کوئی ایک فرد، جماعت یا ملک نہیں کر سکتا۔ بلکہ مسلمان حکمران، اہلِ علم، ذرائع ابلاغ کے نمائندے، سائنس دان، سوشل اور سیاسی مفکرین اور مغرب میں بسنے والے مسلمان اسکالرز مل کر ایسا لائحہ عمل مرتب کریں جس سے امت اجتماعی زوال سے نکل کر عروج آشنا ہو سکے۔

الغرض یہ کہ بلاشبہ مسلمانوں کو اپنی زندگیاں اسلام کے مطابق ڈھالنی چاہیے۔ اسلامی معاشروں میں اسلامی ضابطہ حیات پورے طور پر لاگو کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ آج امتِ مسلمہ زوال کا شکار اور بے پناہ مسائل سے گھری ہوئی ہے تو اس کی وجہ صرف ایمان کی کمزوری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم پھر سے اپنی اسلامی تعلیمات و روایات کو بروئے کار لائیں تاکہ اپنے آباء اجداد کی طرح اپنا کھویا ہوا وقار اور مقام واپس پا سکیں۔ بلاشبہ اللہ کی نصرت کا وعدہ ایمان کی مضبوطی کے ساتھ مشروط ہے۔

انتم الاعلون ان کنتم مومنین

"تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

(ال عمران : 139)